کیا واقعی اِسلام میں باندی/لونڈی/کنیز بلا نکاح ہی حلال ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُحْتَرَم قَارئِین! تَفہِیمِ قُرآن کے حوالے سے یہ بات مُسَلَّمْ ہے کہ قُرآن کی بعض آیات بعض دیگر آیات کی وضاحت و تَصْرِیح کرتی ہیں اور اُن کے صحیح مَفْہُوم کو مُتَعَیَّن کرتی ہیں۔ اس بات کو ہم ایک مثال سے بآسانی سجمھ سکتے ہیں۔ واقعۂ تخلیق آدم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حُکم، تمام فرشتوں کا اِس حُکم کی تعمیل کرنا لیکن اِبلیس کا بوجۂ تکبر اِس حُکم کی تعمیل سے انکار کردینا قُرآن حکیم میں کئی مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اِس واقعہ کو بیان فرمانے والی تمام آیات ذیل میں درج ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَo (سورۃ البقرۃ آیت 34)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو اِبلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہوگیا۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اِس آیتِ کریمہ پر غور فرمائیں۔ اگرچہ اِس آیت میں صَرَاحَتاً یہ ہرگز نہیں فرمایا گیا ہے کہ اِبلیس فرشتوں میں سے تھا، تاہم اُسلوبِ بیان ایسا ہے کہ اگر کوئی شخص اِس موضوع سے مُتَعَلّق قُرآن حکیم کی دیگر آیات کو نظر انداز کرتے ہوئے محض اِسی آیت کی بنیاد پر رائے قائم کرے تو—چونکہ حُکْم فرشتوں کو دیا گیا تھا اور اِسْتِثْنَاء اِبلیس کا ذکر کرکے کیا گیا—وہ یہی غلط رائے قائم کرے گا کہ اِبلیس بھی ایک فرشتہ ہی تھا۔ آگے پیش کی گئی مزید پانچ آیات میں بھی تَعْبِیر کا انداز ایسا ہی ہے، جس سے بظاہر یہی تَأَثُّر پیدا ہوسکتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَo (سورۃ الاعراف آیت 11)

اور ہم نے تُمہیں پیدا کیا، پھر تُمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں کو حُکْم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، چُنانچہ سب نے سجدہ کیا سوائے اِبلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍo فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَo فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَo اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَo (سورۃ الحجر آیات 31/30/29/28)

اور جب تمہارے رَب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر (انسان) پیدا کر رہا ہوں۔ لہٰذا جب میں اس کو پوری طرح دُرُسْت، مُتَنَاسِب اور مُکَمَّل کردوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم (سب) اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے اِبلیس کے، اُس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے انکار کردیا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًاo (سورۃ بنی اسرائیل آیت 61)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حُکْم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ انہوں نے سجدہ کیا، مگر اِبلیس نے نہیں کیا، بولا کیا میں اُسے سجدہ کروں جسے تُو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰىo (سورۃ طٰہٰ آیت 116)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حُکْم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ انہوں نے سجدہ کیا، مگر اِبلیس نے نہیں کیا، اُس نے انکار کردیا۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍo فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَo فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَo اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَo (سورۃ ص آیات 74/73/72/71)

(یاد کرو اُس موقع کو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر (انسان) پیدا کر رہا ہوں۔ لہٰذا جب میں اُس کو پوری طرح دُرُسْت، مُتَنَاسِب اور مُکَمَّل کردوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اُس کے آگے سجدے میں گر جانا، چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا، سوائے اِبلیس کے کہ اُس نے تکبر کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں سے (یہ ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ کفر کرنے والوں میں سے ہوگیا)۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیات قُرآن حکیم میں چھ (6) مختلف مقامات پر وارد ہوئی ہیں اور اِن میں آدم علیہ السلام کی تخلیق اور اِبلیس کے کفر کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اِن آیات کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ اِبلیس بھی شاید ایک فرشتہ ہی تھا۔ اِن تمام آیات میں ایک قابلِ غور بات یہ ہے کہ اِن میں سے کسی بھی آیت میں صَرَاحَتاً یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ اِبلیس فرشتہ تھا، تاہم اندازِ بیان سے گُمَان ہوتا ہے کہ شاید اِبلیس بھی فرشتہ ہی ہوگا۔ قُرآن حکیم میں یہ واقعہ ایک اور مقام پر بھی بیان فرمایا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۝ (سورۃ الکہف آیت 50)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حُکْم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو اِبلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جِنوں میں سے تھا، پس اُس نے اپنے رب کے حُکْم کی نافرمانی کی، اب تم کیا مجھے چھوڑ کر اُس کو اور اُس کی ذُرِّیت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ (اللہ تعالیٰ کے بدلے شیطان اور اُس کی ذُرِّیت کو اپنا سرپرست بنانا) کیا ہی برا متبادل ہے جو ظالموں نے اختیار کیا ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت میں صراحت سے بتا دیا گیا ہے کہ اِبلیس جِنوں میں سے تھا۔ یعنی اِبلیس جِن ہے، فرشتہ نہیں ہے۔

قارئین غور فرمائیں کہ سورۃ الکہف آیت 50 اور اِس واقعہ سے مُتَعَلِّق دیگر آیات میں ایک واضح فرق ہے۔ سورۃ الکہف آیت 50 میں صَرَاحَتاً فرمایا گیا ہے کہ اِبلیس جِن ہے، جبکہ اس واقعہ سے مُتَعَلِّق دیگر تمام آیات میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا گیا تھا کہ اِبلیس فرشتہ ہے، لیکن اندازِ بیان میں اِس مَفْہُوم کی گنجائش ضرور موجود تھی۔ لہٰذا ایسی صورت میں دیگر تمام آیات کا مَفْہُوم صریح آیت (یعنی سورۃ الکہف آیت 50) کی بنیاد پر مُتَعَیَّن کیا جائے گا، اور وہ یہ کہ اِبلیس فرشتہ نہیں بلکہ ایک جِن تھا (اور ہے)، یہ فرشتوں کے ساتھ ہی رہتا تھا، نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا جو حُکْم دیا تھا اُس میں یہ مُضْمَر تھا کہ یہ حُکْم اِبلیس کیلئے بھی ہے، اِبلیس اس بات کو بخوبی جان اور سمجھ بھی گیا تھا، اِس کے باوجود اُس نے انکار کردیا اور کافر ہوگیا۔

اِس مثال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کسی بھی معاملہ میں نتیجہ تک پہنچنے سے پہلے اُس معاملہ سے مُتَعَلِّق تمام آیات کو دیکھنا ضروری ہے، ورنہ اِس بات کا خدشہ ہے کہ ہم کوئی غلط نتیجہ اخذ کر بیٹھیں۔ اب موضوع سے مُتَعَلِّق مُنْدَرْجَہ ذیل آیات پر غور فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۝ (سورۃ المؤمنون آیات 5-6)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۝ (سورۃ المعارج آیات 29-30)

اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، سوائے اپنی بیویوں یا ملکیت کی کنیزوں کے، یقیناً یہ لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔

مُنْدَرْجَہ بالا دو آیات قرآنِ مجید میں دو مختلف مقامات (سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج) پر بِعَیْنِہٖ یکساں الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، اور یہ دونوں آیات اُن آیات کے درمیان واقع ہیں جن میں نیک اور حقیقی مؤمنوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ اِن آیات میں اہلِ ایمان کی ایک اہم صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں یا اُن باندیوں کے جن کے وہ مالک ہیں، اور بیویوں اور باندیوں کے معاملے میں اِس حفاظت کی پابندی نہ کرنے پر اُن پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

بیویوں (ازواج) کے نکاح کے ذریعے حلال ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں، تاہم اِن آیات میں اس اَمر کی صَرَاحَت نہیں کی گئی کہ آیا باندیاں بغیر نکاح کے ہی حلال ہیں یا اُن کے لیے بھی حِلَّت صرف نکاح کے ذریعے ہی ثابت ہوتی ہے۔ اِن آیات سے بظاہر یہی تَأَثُّر پیدا ہوتا ہے کہ باندیاں بلانکاح بھی جائز ہیں، بالکل اُسی طرح جیسے اِس کتاب کے آغاز میں مَذْکُوْر قرآنِ مجید کی مُتَعَدِّد آیات سے بظاہر یہ تَأَثُّر پیدا ہوتا تھا کہ اِبلیس بھی ایک فرشتہ ہے۔ لہٰذا اِس معاملہ میں حَتْمِی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں اِس موضوع سے مُتَعَلِّق دیگر آیات کو دیکھنا ہوگا، ورنہ صرف اِن آیات ہی سے یہ نتیجہ اخذ کرلینا کہ باندیاں بلانکاح ہی حلال ہیں بالکل ویسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی شخص سورۃ الکہف آیت 50 کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف سورۃ البقرۃ آیت 34 (نیز اِس مضمون کی اِبْتِدَاء میں درج کچھ دیگر آیات) کی بنیاد پر یہ گمراہ کن نتیجہ اخذ کرلے کہ اِبلیس ایک فرشتہ ہے۔ مُنْدَرْجَہ بالا آیات کے تعلق سے مضمون کے آخر میں اِن شاء اللہ پھر بات کی جائے گی۔ مُنْدَرْجَہ بالا آیات میں بیویوں اور باندیوں کے درمیان حَرْفِ عَطْف (یعنی جوڑنے والے حرف) اَوْ (یا) کو ذہن میں رکھیں، ہم آگے دیکھیں گے کہ یہ حَرْفِ عَطْف اِس موضوع سے مُتَعَلِّق دیگر آیات سے کس طرح پوری پوری مُطَابِقَت رکھتا ہے۔

اب ہم دیگر مُتَعَلِّقَه آیات کا مطالعه کرتے ہیں۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآٮِٕكُمۡ وَرَبَآٮِٕبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآٮِٕكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَاۤٮِٕلُ اَبۡنَآٮِٕكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا‏o (سورة النساء آیات 23)

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائی کی بیٹیاں (یعنی بھتیجیاں) اور تمہاری بہن کی بیٹیاں (یعنی بھانجیاں) اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں (سورۃ المجادلة آیت 2 میں الله تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے که حقیقی ماں وہی ہے جو جنم دے، اِسلئے یہاں دودھ پلانے والی عورت کو ماں کہنا نَسبِی ماں کے قائم مقام ہونے کے مَعْنٰی میں ہے، جب دودھ پلانے والی عورت کو ماں کہا گیا ہے اور دودھ شریک لڑکی کو بہن، تو اس میں یه بات مُضْمَر ہوئی که رضاعی ماں کی بہن خاله اور رضاعی ماں کی ماں نانی کی طرح ہونگی، وہ سب بھی حرام ہیں، اس کی صراحت آپ صلی الله علیه وسلم نے بھی فرمادی ہے)، اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری اُن عورتوں سے جن سے تم دُخُول کرچکے ہو، ہاں اگر تم نے دُخُول نه کیا ہو تو تم پر (اُن کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں، اور تمہارے صُلْبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا (چونکه ظاہر ہے دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا فطری حیا، رِشتوں کے بَاہَمِی تَقَدُّس اور صله رحمی کے تقاضوں کے مَنَافِی ہے، اور یہی عِلَّت خاله بھانجی و پھوپھی بھتیجی کے اِجْتِمَاع میں بھی بدرجۂ اَتَمّ موجود ہے، لہٰذا اِس میں خاله بھانجی یا پھوپھی بھتیجی کا جمع کرنا بھی دِلَالَةً داخل اور حُکْمًا ممنوع ہے، اِس کی صراحت حدیث نبویﷺ میں بھی وارد ہوئی ہے)، ہاں جو گزر چکا وہ گزر چکا، یقیناً الله تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ‌ۚ وَاُحِلَّ لَـكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَـغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ‌ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً‌ ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا‏o (سورۃ النساء آیات 24)

اور (تم پر حرام کی گئیں) عورتوں میں سے وہ جو شادی شدہ ہیں، سوائے اُن کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں (تو ایسی کنیزیں حرام نہیں ہیں)، الله نے یه احکام تم پر فَرْض کردئے ہیں، اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں که تم نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں۔ پس اُن عورتوں میں سے جن سے تم اِس (نکاح) کے ذریعے فائدہ اٹھاؤ تو اُن کو اُن کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو ، البته مہر مقرر کرنے کے بعد بھی جس (کمی بیشی) پر تم آپس میں راضی ہوجاؤ تو اِس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، یقیناً الله تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

آئیے اب ہم الله کی توفیق سے مُنْدَرْجَه بالا دونوں آیات کو سمجھنا شروع کرتے ہیں۔ پہلے یه سمجھ لیں که آیت 23 کی اِبْتِدَاء میں الله تعالیٰ نے **حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ** حرام کی گئیں تم پر فرما کر کچھ عورتوں کو جو حرام قرار دیا ہے تو اُنہیں کس لئے حرام قرار دیا ہے؟ اس کا جواب آیت 24 میں حلال کی گئی عورتوں کے بارے میں الله تعالیٰ کے اِس ارشاد اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں که تم نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں میں مُضْمَر ہے۔ چونکه حلال کی گئی عورتیں شادی کیلئے حلال کی گئی ہیں تو اِس سے معلوم ہوگیا که حرام کی گئی عورتیں شادی کیلئے ہی حرام کی گئی تھیں۔ یہاں یه بات ملحوظ رہے که **بِاَمۡوَالِكُمۡ** اپنے اموال کے ذریعے کا مَفْہُوم محض مہر کی ادائیگی تک محدود نہیں، بلکه اِس میں وہ تمام مَالِی ذمه داریاں بھی شامل ہیں جو نکاح کے نتیجه میں مرد پر عائد ہوتی ہیں، جیسے مہر، نفقه اور عورت کی کِفالَت وغیرہ۔

آیت 23 کی اِبْتِدَاء سے آیت 24 کے اس حصے **وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ** اور (تم پر حرام کی گئیں) عورتوں میں سے وہ جو شادی شدہ ہیں، سوائے اُن (شادی شدہ عورتوں) کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں تک مُحَرَّمَات کا بیان ہے۔ اِس پورے بیان میں دو قسم کی عورتوں کو مُحَرَّمَات سے مُسْتَثْنٰی قرار دیا گیا ہے، اول وہ لڑکی جس کی ماں سے کسی شخص نے نکاح تو کیا ہو لیکن دُخُول کے بغیر ہی (طلاق یا وفات کے سبب) علیحدگی واقع ہوگئی ہو، تو ایسی صورت میں اُس شخص کیلئے وہ لڑکی مُحَرَّمَات میں سے نه ہوگی، دوم وہ شادی شدہ عورت جو (جنگ کے نتیجے میں) کنیز بن کر مسلمانوں کی ملکیت میں آگئی ہو تو وہ بھی مُحَرَّمَات میں سے نہیں ہے۔ جو عورتیں مُحَرَّمَات میں سے نہیں ہیں ظاہر ہے ان کا شمار مُحَرَّمَات کے علاوہ دیگر عورتوں میں ہوگا۔

فِقه کی اصطلاح میں مُحَرَّمَات کے علاوہ دیگر تمام عورتوں کو مُحَلَّلَات کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جن دو قسم کی عورتوں کو مُحَرَّمَات سے مُسْتَثْنٰی کیا گیا ہے، ظاہر ہے وہ مُحَلَّلَات میں شمار ہونگی، اللہ تعالٰی نے مُحَرَّمَات کے علاوہ دیگر تمام ہی عورتوں (یعنی مُحَلَّلَات) کے بارے میں حُکم دیا ہے کہ **وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ** اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں کہ تم نکاح (کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں۔ یہ آیت اِس بات پر نَصٌّ صَرِیحٌ ہے کہ کسی بھی عورت کے ساتھ جسمانی تَعَلُّق صرف اُسی صورت میں جائز ہے جب اُسے مال خرچ کرکے باقاعدہ نکاح کے بندھن میں لایا گیا ہو، اِس کے بِالْمُقَابِل جسمانی تَعَلُّق کی دوسری صورت بدکاری کی ہے جس کی مُمَانَعَت واضح طور پر کردی گئی ہے۔

یہ نکتہ نہایت قابلِ توجہ ہے کہ اگر باندیاں بلانکاح ہی حلال ہوتیں تو اُنہیں مُحَرَّمَات کی فہرست سے مُسْتَثْنٰی قرار دینے کی سِرے سے کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ آخر جس عورت سے نکاح کے بغیر ہی جسمانی تعلق جائز ہو، اُس کے بارے میں یہ وضاحت کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ نکاح کے لیے حرام عورتوں میں شامل نہیں ہے؟ مَحْرَم اور غیر مَحْرَم کی یہ تقسیم تو بنیادی طور پر نکاح ہی کے باب سے مُتَعَلِّق ہے۔ لہٰذا باندیوں کو مُحَرَّمَات کے حُکم سے مُسْتَثْنٰی قرار دینا اُسی صورت میں بامَعْنٰی ہے جبکہ وہ بھی اَصْلًا نکاح ہی کے ذریعے حلال ہوں۔

مُنْدَرْجَہ بالا سورۃ النساء کی آیات 23 اور 24 کے حوالے سے ایک اہلِ علم سے گفتگو کے دوران ایک اِشکال سامنے آیا جو ایک عام قاری کیلئے تشویش یا ذہنی الجھن کا سبب بن سکتا ہے۔ اِس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس اِشکال کا مُدَلَّل اور تسلی بخش جواب بھی یہاں ذکر کردیا جائے، تاکہ اِس مسئلے سے مُتَعَلِّق کسی قسم کے اِبہَام یا اِشتِباہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اِشکال یہ سامنے آیا کہ نکاح و مہر کا حُکم تو **مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمْ** اِن کے علاوہ دوسری عورتیں کیلئے ہے، اور شادی شدہ باندیوں کا ذکر چونکہ پہلے ہی آچکا ہے اِس لئے اُن پر اِس حُکم کا اِطلاق نہیں ہوگا۔ یہ اشکال قَطْعِی دُرُسْت نہیں ہے۔ اِسی سِیاق میں پہلے ذکر تو اُن لڑکیوں کا بھی آچکا ہے جن کی ماں سے کسی شخص نے نکاح کیا ہو مگر دُخُول سے پہلے ہی علیحدگی ہوگئی ہو۔ تو کیا پہلے ذکر کردئے جانے کی بنا پر ایسی لڑکیاں بغیر نکاح و مہر حلال ہوجائیں گی؟ ظاہر ہے وہ بھی **مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمْ** ان کے علاوہ دوسری عورتیں کے حُکم میں ہی آئیں گی اور صرف نکاح و مہر کے ذریعے ہی حلال ہوں گی۔

آئیے سُہُولَتِ حوالہ کیلئے ہم اُن تمام عورتوں کو جو **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ** حرام کی گئیں تم پر کے تحت حرام قرار دی گئی ہیں مُحَرَّمَات سے تعبیر کرتے ہیں اور اُن کے علاوہ دوسری تمام عورتوں (یعنی **مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمْ**) کو مُحَلَّلَات سے۔ **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ** حرام کی گئیں تم پر کے ذیل میں جن عورتوں کو مُثْبَت طور پر ذکر کیا گیا ہے جب وہ مُحَرَّمَات ہیں تو جن کو مَنْفِی یا اِسْتِثْنَائی طور پر ذکر کیا گیا ہے وہ کیا ہونگی؟ ظاہر ہے وہ مُحَلَّلَات میں شمار ہونگی اور اُن پر بھی مُحَلَّلَات کے بارے میں دیا گیا حُکم اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں کہ تم نکاح (کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں لاگو ہوگا۔

دراصل نکاح و مہر کا حُکم اُن عورتوں پر لاگو نہیں ہوگا جنہیں پہلے **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ** حرام کی گئیں تم پر کے تحت مُثْبَت طور پر ذکر کیا گیا ہے، جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ۔ لیکن غیر مَدخُولہ منکوحہ کی بیٹی اور شادی شدہ باندیوں کا ذکر پہلے آنے کے باوجود بھی وہ **مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمْ** اِن کے علاوہ دوسری عورتیں میں ہی اِس لئے شمار ہونگی کیونکہ وہ مَنْفِی یا اِسْتِثْنَائی طور پر ذکر کی گئی تھیں۔ درحقیقت یہ اِشکال پیدا ہونے کا سبب اِس بات کو ملحوظ نہ رکھنا ہے کہ پیچھے کون سی عورتیں مُثْبَت طور پر ذکر کی گئی ہیں اور کون سی مَنْفِی طور پر۔ یہ بات اِن شاء اللہ مُنْدَرْجَہ ذیل مثال سے خوب واضح ہوجائے گی۔

فَرْض کریں کہ کسی مریض سے کہا جائے کہ ”تم پر ہر قسم کا گوشت ممنوع ہے، سوائے بکرے کے گوشت کے، اور اِس کے علاوہ باقی تمام غذائیں اِس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ تم اُنہیں اِعْتِدَال کے ساتھ کھاؤ“۔ ظاہر ہے بکرے کے گوشت کو ممنوعہ غذاؤں سے مُسْتَثْنٰی کرنے کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ وہ بھی جائز غذاؤں کے دائرے میں شامل ہے، لہٰذا اُس پر بھی اِعْتِدَال کی شرط لاگو ہوگی۔ یہ کہنا کہ چونکہ بکرے کے گوشت کا ذکر اِس کے علاوہ سے پہلے آ گیا ہے، اس لیے اِعْتِدَال کی شرط اُس پر لاگو نہیں ہوگی، کلام کے مَفْہُوم کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے مُتَرَادِف ہے۔ دراصل بکرے کے گوشت کو اِس کے علاوہ سے پہلے ذکر ضرور کیا گیا تھا لیکن وہ ذکر سوائے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مَنْفِی اور اِسْتِثْنَائی طور پر تھا، یعنی اُس کے ذکر کا مقصد اُسے ممنوعہ غذاؤں میں شامل کرنا نہیں بلکہ ممنوعہ غذاؤں کے دائرے سے نکالنا تھا۔ لہٰذا بکرے کا گوشت پہلے ذکر کردہ غذاؤں میں شمار نہیں ہوگا بلکہ پہلے ذکر کردہ غذاؤں کے علاوہ دیگر غذاؤں میں شمار ہوگا، اور اُس پر بھی جائز غذاؤں کے بارے میں دئے گئے اِعْتِدَال کے حُکم کا اِطلاق ہوگا۔

مَذْکُوْرَہ بالا سورۃ النساء آیت 24 کے بعض تراجم میں **مُحْصِنِیْنَ** کا صحیح مَفْہُوم واضح نہ ہونے کی وجہ سے اِبہام و اِضطراب پیدا ہوا ہے۔ اِسلئے مناسب ہوگا کہ مَذْکُوْرَہ آیت میں وارد ہونے والے دو اہم الفاظ **اَلْمُحْصَنٰتُ** اور **مُحْصِنِیْنَ** کے صحیح معانی سِیاق کے لحاظ سے مُتَعَیَّن کرلئے جائیں۔ یہ دونوں الفاظ ایک ہی مادہ ح ص ن سے مُشْتَق ہیں اور بابِ اِفعال (اَحْصَنَ یُحْصِنُ اِحصَانًا) سے تعلق رکھتے ہیں۔ صَرْفِی اعتبار سے یہ ایک ہی اصل کے دو مختلف صیغے ہیں۔ **اَلْمُحْصَنٰتُ** اِسمِ مفعول مؤنث **مُحْصَنَةٌ** کی جمع ہے اور یہ حالت رفع میں مُعَرَّب بِاللَّام ہے، ص پر زبر اِسم مفعول ہونے کی بنا پر ہے، جبکہ **مُحْصِنِیْنَ** اِسمِ فاعل مذکر **مُحْصِنٌ** کی جمع ہے، ص کے نیچے زیر اسمِ فاعل ہونے کی بنا پر ہے اور یہ حَالَۃُ النَّصْب میں وارد ہوا ہے۔ یہ منصوب دراصل فعل **تَبْتَغُوْا** میں موجود ضمیرِ فاعل واو الجماعۃ (یعنی تم سب) کا حال ہونے کی وجہ سے ہے ۔ لُغَت اور قُرآنی اِسْتِعْمَالَات کے لحاظ سے اِن دو الفاظ کے مُنْدَرْجَہ ذیل مختلف معانی ہوسکتے ہیں۔

اَلْمُحْصَنٰتُ	مُحْصِنِیْنَ
(بے راہ روی سے محفوظ رکھی گئی) پاکدامن عورتیں	پاکدامنی اختیار کرنے والے (مرد)
محفوظ و مامون عورتیں	حفاظت کرنے والے (مرد)
آزاد (غیر مملوکہ) عورتیں	آزاد حیثیت رکھنے والے (مرد)
نکاح میں لائی گئی (یعنی شادی شدہ) عورتیں	نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے (مرد)

مَذْکُوْرَہ بالا سورۃ النساء آیت 24 میں سِیاق و سَباق قَطْعِی طور پر اِس بات کا مُتَقَاضِی ہے کہ یہاں **اَلْمُحْصَنٰتُ** سے مراد صرف اور صرف نکاح میں لائی گئی (یعنی شادی شدہ) عورتیں ہی لی جائیں۔ سِیاق و سَباق بتاتا ہے کہ یہاں باقی تینوں معانی میں سے کوئی بھی مَعْنٰی مراد نہیں ہوسکتا، کیونکہ نہ تو پاکدامن عورتیں نکاح کیلئے حرام ہوسکتی ہیں، نہ ہی محفوظ و مامون عورتیں اور نہ ہی آزاد عورتیں۔ بالکل اِسی طرح **مُحْصِنِیْنَ** چونکہ (تمہارا یعنی ہم سب مسلمانوں کا) حال بیان کر رہا ہے، لہٰذا یہاں اِس کے مَعْنٰی بھی صرف اور صرف (تم) نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے بن کر ہی ہوسکتے ہیں، محض 'پاکدامنی اختیار کرنے والے بن کر' ہرگز نہیں ہوسکتے، کیونکہ پاکدامنی کا تَحَقُّق بھی اُسی وقت ممکن ہے جبکہ مال خرچ کرنے کا مقصد عورت کو نکاح میں لانا ہو، ورنہ صرف مال خرچ کرکے عورت کی طلب کرنا پاکدامنی کیونکر ہوسکتا ہے؟ اگر صرف مال خرچ کرکے عورت کی طلب کو ہی پاکدامنی قرار دے دیا جائے تو پھر نکاح اور بدکاری کے درمیان کوئی حقیقی فرق ہی باقی نہیں رہتا۔ مال خرچ کرکے بلانکاح عورت کی طلب تو سفاح (بدکاری) ہے، پاکدامنی نہیں۔ **مُحْصِنِیْنَ** کی طرح **غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ** بدکاری کرنے والے بن کر نہیں بھی حَالَۃُ النَّصْب میں اِسی لئے لایا گیا ہے کہ وہ مُخَاطَبِین (یعنی ہم مسلمانوں) کا حال بیان کرے۔ لہٰذا **وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ** کا واحد صحیح مَفْہُوم یہی ہے کہ اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں کہ تم نکاح کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں۔ اِسی مَفْہُوم کو قدرے مختلف الفاظ میں یوں بھی ادا کرسکتے ہیں کہ اِن کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے اِس طور پر (یا اِس شرط کے ساتھ) حلال کی گئی ہیں کہ تم نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، نہ کہ بدکاری کرنے والے بن کر۔ سورۃ البقرۃ آیت 221 میں چونکہ اللہ تعالٰی نے مُشْرِک عورتوں سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے، لہٰذا آیت کے مَذْکُوْرَہ حصے کے مَعْنٰی یہ ہونگے کہ اِن کے علاوہ دوسری (مُوَحِّد) عورتیں تمہارے لئے اِس طرح حلال کی گئی ہیں کہ تم نکاح کے وسیلے سے پاکدامنی اختیار) کرنے والے بن کر اپنے اموال کے ذریعے اُن کے طلبگار بنو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں۔

چونکہ مَذْکُوْرَہ آیت میں **مُحْصِنِیْنَ** کے مَعْنٰی نکاح کرنے والے بن کر ہی ہوسکتے ہیں، اِسلئے آیت میں بعد میں آنے والے جملے **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ** کی ترکیب نہایت واضح ہوجاتی ہے۔ **مِنْهُنَّ** عورتوں کی طرف رَاجِع ہے اور اِسْتِمتاع کا مَحَل و مُتَعَلَّق بھی وہی ہیں، جبکہ **بِهٖ** کی ضمیر اُس طریقۂ عمل کی طرف رَاجِع ہے جو سابقہ جملے **اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ** میں بیان فرمایا گیا ہے۔ سابقہ جملے میں بیان کردہ طریقۂ عمل کا حاصل چونکہ نکاح ہے، اِس لئے یہ کہنا بھی دُرُسْت ہے کہ **بِهٖ** کی ضمیر اُس نکاح کی طرف رَاجِع ہے جس کا مَفْہُوم **مُحْصِنِیْنَ** میں مُضْمَر ہے۔ چنانچہ **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً** کا صحیح مَفْہُوم یہ بنتا ہے کہ پس اُن عورتوں میں سے جن سے تم اِس (نکاح) کے ذریعے فائدہ اٹھاؤ تو اُن کو اُن کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو۔ اِس توجیہ کی تائید اِس امر سے بھی ہوتی ہے کہ آیت میں **مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ** کے ذریعے طلبِ نِسَاء کی دو مُتَقَابِل کیفیتیں بیان کی گئی ہیں: ایک نکاح اور دوسری سفاح (بدکاری)۔ لہٰذا بعد کی آیت میں مَذْکُوْر **اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ** میں **بِهٖ** کی ضمیر کا مرجع نکاح ہے جو سابقہ جملے میں **مُحْصِنِیْنَ** کے مَفْہُوم میں پایا جاتا ہے، جبکہ **مِنْهُنَّ** اِسْتِمتاع کا مُتَعَلَّق ہے۔

سورة النساء آیت 24 اس بارے میں نَصٌّ صَرِیحٌ ہے کہ مُحَرَّمَات کے علاوہ دیگر تمام عورتیں (یعنی مُحَلَّلَات) صرف نکاح و مہر کے ذریعے ہی جسمانی تعلق کیلئے حلال ہیں۔ قُرآن حکیم میں اللہ تعالٰی نے نکاح کو **مِیْثَاقًا غَلِیْظًا** (یعنی پختہ عہد) قرار دیا ہے، اور یہ پختہ عہد ایک باقاعدہ قانون (یعنی قانونِ طلاق) کے ذریعہ ہی ختم ہوسکتا ہے۔ قُرآن حکیم میں بیان کردہ قانونِ طلاق کا لُبُّ اللُّبَاب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی (مَدْخُولہ) بیوی کو زندگی میں پہلی مرتبہ طلاق دیتا ہے (جبکہ اُس کی بیوی کھلی بے حیائی کی مُرْتَکِب نہ ہوئی ہو) تو اُس پر لازم ہے کہ وہ بیوی کو عِدَّت کی مُدَّت اپنے گھر پر ہی رکھے، اور عِدَّت کے اِخْتِتَام پر ہی اُسے روکنے یا چھوڑنے کا حَتْمِی فیصلہ لے۔ عِدَّت کی مُدَّت تین حیض ہے، حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو وضعِ حمل تک ہے۔ اگر عِدَّت کے اِخْتِتَام پر اُس نے روکنے کا فیصلہ لیا تو نکاح برقرار رہے گا اور علیحدگی نہ ہوگی، چھوڑنے کا فیصلہ لیا تو علیحدگی ہوجائے گی۔ روک لیا اور کسی دوسرے موقع پر پھر (یعنی دوسری مرتبہ) طلاق دے دی تو پہلی مرتبہ کی طرح ہی عِدَّت کی مُدَّت اپنے گھر پر رکھنا ہوگا اور عِدَّت کے اِخْتِتَام پر ہی روکنے یا چھوڑنے کا حَتْمِی فیصلہ لینا ہوگا۔ چھوڑ دیا تو علیحدگی واقع ہوجائے گی، بصُورتِ دیگر نکاح باقی رہے گا۔ دوسری مرتبہ بھی روک لیا اور پھر کسی تیسرے موقع پر (یعنی تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو فوری علیحدگی واقع ہوجائے گی، شوہر کو عِدَّت کے اِخْتِتَام پر روکنے یا چھوڑنے کا فیصلہ لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ پہلی یا دوسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد اگر عِدَّت کے اِخْتِتَام پر شوہر بیوی کو چھوڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اُن دونوں کو یہ اختیار حاصل رہتا ہے کہ بَاہَمِی رضامندی سے وہ دوبارہ نکاح کرکے ازدواجی تعلق کو بحال کرسکتے ہیں، تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد بَاہَمِی رضامندی سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ بَاہَمِی رضامندی سے نکاح کی گنجائش صرف اُسی صورت میں پیدا ہوسکتی ہے جبکہ اُس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہو اور اُس دوسرے شوہر سے بھی اُس کی طلاق ہوجائے۔ سورة الطلاق آیت 1 کی رُو سے طلاق دے کر بیوی کو صرف اُسی صورت میں گھر سے نکالا جاسکتا ہے جبکہ وہ کسی کھلی بے حیائی کی مُرْتَکِب ہوئی ہو۔ البتہ غیر مَدْخُولہ بیوی سے زندگی میں پہلی مرتبہ دی گئی طلاق سے ہی فوری علیحدگی واقع ہوجائے گی اور ایسی صورت میں عِدَّت بھی نہ ہوگی۔ یہ ہے اِنحِلال کا وہ طریقہ جس سے نکاح ختم ہوسکتا ہے۔ **یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہمارے کچھ شیعہ بھائی سورة النساء آیت 24 کو مُتْعَہ کے حق میں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، حالانکہ اِس آیت کے دُرُسْت مَفْہُوم میں دُور دُور تک مُتْعَہ کیلئے کوئی جواز ہی نہیں ہے۔ طلاق نکاح کے بعد ہی دی جاتی ہے اور قُرآن کی رُو سے پہلی یا دوسری مرتبہ طلاق سے علیحدگی واقع نہیں ہوتی بلکہ علیحدگی تب واقع ہوتی ہے جبکہ عِدَّت کے اِخْتِتَام پر شوہر چھوڑنے کا فیصلہ لے۔ اِس کے بِالْمُقَابِل مُتْعَہ میں علیحدگی پہلے سے ہی طے کرلی جاتی ہے۔ لہٰذا مُتْعَہ قُرآن حکیم سے کسی بھی طور پر مُطَابِقَت نہیں رکھتا۔**

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o (سورة النساء آیات 25)

اور تم میں سے جو لوگ اِس بات کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرسکیں تو وہ اُن مؤمن کنیزوں سے نکاح کرسکتے ہیں جو تمہاری مِلکِیَت میں ہوں، اور اللہ کو تُمہارے ایمان کی حالت خوب معلوم ہے، تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو، پس اُن کے مالکوں کی اِجَازَت سے اُن سے نکاح کرلو اور دَسْتُور کے مطابق اُن کے مہر اُن کو دے دو، وہ پاکدامن ہوں، نہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ ہی چوری چھپے آشنائیاں کرنے والی، پس حِصارِ نکاح میں آنے کے بعد بھی اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہوں تو اُن کی سزا آزاد عورتوں کیلئے مقررہ سزا کی آدھی ہے، یہ (کنیزوں سے نکاح کی اِجَازَت و سُہُولَت) اُن لوگوں کیلئے ہے جن کو (شادی نہ کرنے کی وجہ سے) بندِ تَقْوٰی کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو، لیکن اگر تم (کنیزوں سے نکاح سے گریز کرکے) صَبْر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت مُبارکہ کی اِبْتِدَاء میں اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کو جو آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرنے کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہیں رکھتے اِجَازَت دی ہے کہ وہ باندیوں سے نکاح کرسکتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر باندیوں سے شادی کی اِجَازَت آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کی مَالِی عدمِ اِسْتِطَاعَت کے ساتھ مَشْرُوط ہے۔ اللہ تعالٰی کے اِس ارشاد یہ (کنیزوں سے نکاح کی اِجَازَت) اُن لوگوں کیلئے ہے جن کو (شادی نہ کرنے کی وجہ سے) بندِ تقوٰی کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو سے اِس اِجَازَت کا مَشْرُوط ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے، مزید یہ کہ اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد لیکن اگر تم (کنیزوں سے نکاح سے گریز کرکے) صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے نہ صرف یہ کہ اِجَازَت کی مَشْرُوط نوعیت کی تصدیق کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ آیت کی اِبْتِدَاء میں کنیزوں سے نکاح کرنے کی صرف اِجَازَت دی گئی ہے، تَلْقِین و

ہدایت نہیں فرمائی گئی، ہدایت تو یہ دی گئی ہے کہ اِس اِجَازَت و رُخْصَت سے گریز و صَبْر کرنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ترجمہ وہ اُن مؤمن کنیزوں سے نکاح کرلیں نہیں کیا بلکہ وہ اُن مؤمن کنیزوں سے نکاح کرسکتے ہیں کیا ہے۔

آیت کے آغاز میں اِرشاد فرمایا گیا اور تم میں سے جو لوگ اِس بات کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرسکیں تو وہ اُن مؤمن کنیزوں سے نکاح کرسکتے ہیں جو تمہاری ملکیت میں ہوں — یہ خطاب تمام مسلمانوں سے ہے خواہ وہ لونڈیوں کے مالک ہوں یا نہ ہوں، پھر آگے فرمایا گیا پس اُن کے مالکوں کی اِجَازَت سے اُن سے نکاح کرلو— یہ اُن لوگوں کو خطاب ہے جو خود اِن لونڈیوں کے مالک نہیں ہیں۔ اِن دونوں تَعْبِیرَات سے بآسانی یہ نتیجہ اَخْذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ مَشْرُوط اِجَازَت تمام مسلمانوں کے لیے یکساں ہے، خواہ وہ لونڈیوں کے خود مالک ہوں یا خود مالک نہ ہوں۔

اِسلام سراسر پاکیزہ دین ہے۔ غور فرمائیں کہ اللہ تعالٰی نے جن مؤمن کنیزوں سے ایمان والوں کو نکاح کی اِجَازَت دی ہے اُن کے اوصاف اِس طرح بیان فرمائے ہیں: وہ پاکدامن ہوں، نہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ ہی چوری چھپے آشنائیاں کرنے والی۔ یہ اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اِسلام میں پاکیزگی، عِفَّت اور اعلٰی اخلاقی اقدار کس قدر اہمیت کی حامل ہیں۔

اِس مَشْرُوط اِجَازَت کے مَعْنٰی یہ ہوئے کہ جو مؤمن مرد آزاد عورت سے نکاح کی مَالِی اِسْتِطَاعَت رکھتا ہے وہ باندی سے نکاح نہیں کرسکتا، جو آزاد عورت سے نکاح کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہیں رکھتا وہی باندی سے نکاح کرسکتا ہے۔ یعنی کوئی ایمان والا آزاد عورت اور باندی دونوں کو ایک ساتھ نکاح میں نہیں لاسکتا۔ وہ یا تو آزاد عورت سے نکاح کرے گا اَوْ (یا) پھر باندی سے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان والوں کیلئے قرآن مجید میں تین مختلف مقامات پر آزاد عورتوں اور باندیوں کے ذکر کے درمیان اَوْ (یا) کا حَرْفِ عَطْف برائے تقسیم اِستعمال کیا گیا ہے۔

غور طلب ہے کہ مَذْکُوْرَہ آیت میں اللہ تعالٰی نے صرف مؤمن باندیوں سے ہی نکاح کی اِجَازَت دی ہے، مُشْرِک باندی سے نہیں۔ ظاہر ہے اِس بات کے قَوِی امکانات ہوتے ہیں کہ مُشْرِک عورتیں مسلمانوں کی قید میں آنے کے بعد اِسلام قبول کرلیں۔ لہٰذا اور اللہ کو تمہارے ایمان کی حالت خوب معلوم ہے کا مَفْہُوم یہ ہے کہ اگر وہ ظاہر طور پر اِسلام قبول کر چکی ہوں (اور صوم و صلاۃ وغیرہ کی پابند ہوگئی ہوں) تو اُن کے ایمان کے بارے میں غیر ضروری شک و شبہ میں نہیں مبتلا ہونا چاہیے۔ اللہ تعالٰی نے اِجَازَت دی ہے کہ اُن سے اُن کے مالکان کی اِجَازَت کے ساتھ نکاح کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کے احکام جامع ہوتے ہیں اور بعض وہ تفصیلات جو سیاق و سباق سے واضح ہوتی ہیں اکثر حذف کردی جاتی ہیں، پس اُن کے مالکوں کی اِجَازَت سے اُن سے نکاح کرلو میں یہ بات مُضْمَر ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص جو خود باندی کا مالک ہو اور وہ اُس سے نکاح کرنا چاہے تو اُسے کسی مالک کی اِجَازَت کی ضرورت نہیں، لیکن یاد رہے کہ وہ بھی اپنی باندی سے تب ہی نکاح کرسکتا ہے جبکہ وہ آزاد مؤمن عورت سے نکاح کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہ رکھتا ہو۔

اللہ تعالٰی نے یہ ارشاد فرماکر تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو لوگوں کو احساس دلایا ہے کہ اگرچہ کنیزوں اور غلاموں کے تم مالک ہو لیکن ایک ہی ماں باپ آدم و حوا علیھما السلام کی اولاد ہونے کے اِعْتِبَار سے تم سب ایک ہی ہو، اللہ کے نزدیک اگر کوئی عزت دار ہے تو وہ صرف تَقْوٰی کی بنیاد پر ہے (یہ بات بھی قُرآن حکیم میں ہی بتائی گئی ہے)۔ اِس فِقرے میں کنیزوں و غلاموں کو کمتر نہ سمجھنے اور اُن کے ساتھ بھلا سلوک کرنے کا پیغام مُضْمَر ہے۔

اس آیت میں ایک اور قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ باندیوں کے لیے بدکاری کی سزا آزاد عورتوں کی نسبت آدھی مُقَرَّر کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ خاندانی تَحَفُّظ حاصل نہ ہونے کی بنا پر اُن کے ساتھ نرمی برتی گئی ہو۔

اللہ کے احکام حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ ذرا غور کرنے سے ہم مُعَاشَرَے کے صرف اِس حد تک غریب طبقے کو ہی جو آزاد عورت سے نکاح کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہیں رکھتا، باندی سے نکاح کی اِجَازَت اور اُس طبقے کو بھی اِس سے گریز کرنے کی تَلْقِین کے پیچھے کارفرما گہری حکمت کا احساس کرسکتے ہیں۔ باندیاں سماج کے کمزور ترین طبقے سے تعلق رکھتی ہیں، اور اِس بنا پر اُن کے جِنْسِی اِسْتِحْصَال کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اِسْتِحْصَال کی سب سے زیادہ اِسْتِطَاعَت مالدار اور صاحب ثَرْوَت لوگ ہی رکھتے ہیں۔ اگر باندیوں سے شادی کرنا سب کیلئے حلال کردیا جاتا تو اِس بات کے قَوِی اِمکانات تھے کہ بہت سے ایسے مالدار لوگ—جن کا اَصْل مقصد باندیوں سے شادی کرکے گھر بسانا نہیں بلکہ جِنْسِی تَسْکِین کا حصول ہوتا—اپنی مالداری کے بَل پر شادی کی آڑ لے کر اُنہیں حاصل کرنے کیلئے کوشاں رہتے۔ اللہ تعالٰی نے اِس حَد تک مَعَاشِی طور پر مُسْتَحْکَم لوگوں کو جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی مَالِی اِسْتِطَاعَت رکھتے ہوں باندی سے شادی کرنے کی اِجَازَت نہیں دی۔ اِجَازَت صرف اُن لوگوں کو دی گئی ہے جو

اِس حد تک غریب ہوں کہ آزاد عورت سے شادی کرنے کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہ رکھتے ہوں، اور ایسے غریب لوگوں سے بھی فرما دیا کہ اگر وہ بھی باندی سے نکاح کرنے سے گُریز کرکے صبر ہی کریں تو اُن کے حق میں بہتر ہے۔ یہ بات بھی ہر اِنسان سمجھ سکتا ہے کہ مُعَاشَرَے کا اِس حد تک غریب طبقہ—جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی مَالِی اِسْتِطَاعَت تک نہ رکھتا ہو—باندیوں کے جِنْسِی اِسْتِحْصَال کی اِسْتِطَاعَت نہ کے برابر رکھتا ہے۔ اِس طبقہ کے لوگ مُعَاشَرَے کی رضامندی کے بغیر محض اپنے دَم پر اُن سے شادی تک نہیں کرسکتے، اور جب باندی ایسے شخص کی اکیلی بیوی بنے گی تو اِس بات کے بھی پورے اِمکانات ہونگے کہ وہ اُسے بیوی کے طور پر ہی رکھے گا اور اُس کے ساتھ اپنا گھر بسائے گا، ورنہ مالدار لوگوں کیلئے تو اکثر معاملات میں باندی شادی کی آڑ میں جِنْسِی تَسْکِین کا ایک ذریعہ ہی ہوتی۔ اِس حُکْم کے ذریعہ اللہ تعالٰی نے جِنْسِی تَسْکِین کے لالچ میں باندیاں حاصل کرنے اور رکھنے کے تمام راستے ہی مسدود فرما دئے۔ اِس حُکْم کی روشنی میں کسی صاحبِ اِسْتِطَاعَت مؤمن کیلئے کسی باندی سے جسمانی تعلق قائم کرنے کی کوئی صورت ہی باقی نہیں بچتی اور باندی کو غیر ضروری طور پر غلام بنائے رکھنے کے سب سے طاقتور اور گھناؤنے مُحَرِّک کا بھی سدباب ہوجاتا ہے۔ چونکہ مُشْرِک باندی سے نکاح بھی جائز نہیں ہے، اِسلئے ایمان والوں کیلئے مُشْرِک باندیوں سے جِنْسِی تعلق کسی طور پر بھی جائز نہیں ہے۔

آئیے اب دوبارہ سورة المؤمنون اور سورة المعارج کی اُن دو آیات کی طرف رُجُوع کرتے ہیں جن سے بادِیُ النَظَر میں یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ کنیزیں نکاح کے بغیر بھی حلال ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ٥ (سورة المؤمنون آیات 5-6)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ٥ (سورة المعارج آیات 29-30)

اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، سوائے اپنی بیویوں **یا** ملکیت کی کنیزوں کے، یقیناً یہ لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔

سورة النساء آیت 24 اوپر بیان کردہ آیات میں کنیزوں تعلق سے اِس ابہام کو مکمل طور پر دور کر دیتی ہے کہ آیا وہ بلا نکاح ہی حلال ہیں یا اُن کی حِلَّت کیلئے بھی نکاح شرط ہے۔ چونکہ سورة النساء آیت 24 میں صَرَاحَتاً بتا دیا گیا ہے کہ مُحَرَّمَات کے علاوہ کوئی بھی عورت صرف نکاح و مہر کی صورت میں ہی حلال ہے، لہٰذا وہ آیت اِن دونوں آیات کی وضاحت اور تفسیر کرتے ہوئے صَرَاحَتاً یہ مَعْنٰی مُتَعَيَّن کرتی ہے کہ باندیوں کے لِیے بھی حِلَّت صرف نکاح کے ذریعے ہی ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر باندیوں کے لِیے بھی حِلَّت صرف نکاح کے ذریعے ہی ہے تو پھر اللہ تعالٰی نے انہیں ازواج (بیویوں) سے الگ کیوں ذکر فرمایا ہے اور حَرْفِ عَطْف **اَوْ (یا)** کے ذریعے انہیں بیویوں سے جدا کیوں ذکر کیا ہے؟ آخر کنیزیں بھی نکاح کے بعد جب بیویاں ہی بن جاتی ہیں، تو پھر اُنہیں الگ ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

الگ ذکر کئے جانے کی دو وجوہات ہمیں سورة النساء آیت 25 سے معلوم ہوگئیں۔ اِس کی ایک وجہ تو کنیزوں کیلئے نصف سزا کا قانون ہے جس کی وجہ سے اُن کی حیثیت شادی کے بعد بھی تَنْصِیفِ سزا کے لحاظ سے عام عورتوں سے مختلف ہی رہے گی، اور دوسری وجہ کنیزوں سے نکاح کی مَشْرُوط اِجَازَت کے حُکْم کو نُمَایَاں اور مُؤَکَّد کرنا ہے، یعنی جو لوگ آزاد عورت سے نکاح نہ کرسکتے ہوں صرف وہی کنیز سے نکاح کرسکتے ہیں، یعنی آزاد عورت **اَوْ (یا)** کنیز۔ یہ ترکیب کنیز سے نکاح کو ایک مُتَبَادِل اور مَشْرُوط صورت کے طور پر بہترین انداز میں بیان کرتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا٥

(سورة الاحزاب آیت 50)

اے نبیﷺ! ہم نے آپ کیلئے حلال کردی ہیں آپ کی وہ بیویاں جن کے مہر آپ نے ادا کردئے ہیں، **اور** وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ کنیزوں میں سے آپ کی ملکیت میں آئیں ہیں، اور آپ کی وہ چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہِجْرَت کی ہے، نیز وہ مؤمنہ عورت جو اپنے آپ کو نبیﷺ کیلئے ہبہ کرے (یعنی مہر کے بغیر نبیﷺ کے نکاح میں آنے کی پیشکش کرے)، بشرطیکہ نبیﷺ بھی اُس سے نکاح کرنا چاہیں، دیگر مؤمنوں کے سوا یہ خَالِصَتاً آپ کیلئے ہے، ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (عام مؤمنوں) پر اُن کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں فَرْض کیا ہے (اور آپ کو اُس سے مُسْتَثْنٰی رکھا ہے)، تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے، اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپﷺ کیلئے وہ بیویاں حلال ہیں جن کے مہر آپﷺ نے ادا کردئے تھے، نیز آگے جن عورتوں کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے یہ وہ عورتیں ہیں جن سے مستقبل میں نکاح کرنا آپﷺ کیلئے حلال تھا۔ جب ہم اِس آیت میں کنیزوں کے بعد بیان کردہ تمام عورتوں کو صرف نکاح کے ذریعے ہی حلال سمجھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کنیزوں کو بلانکاح ہی حلال سمجھا جائے۔ حَتّٰی کہ وہ مؤمن عورت بھی جس نے خود کو آپﷺ کیلئے ہِبَہ کیا ہو، محض ہِبَۂ نفس کی بنا پر نہیں بلکہ نکاح ہی کی صورت میں آپﷺ کیلئے حلال تھی۔

اِس آیت کا یہ فِقرہ دیگر مؤمنوں کے سوا یہ خَالِصَتاً آپ کیلئے ہے، ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (عام مؤمنوں) پر اُن کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں فَرْض کیا ہے بہت ہی قابلِ توجہ ہے۔ اِس فِقرہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اِس آیت میں بیویوں اور کنیزوں کے تعلق سے جو حُکْم دیا گیا ہے وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے جبکہ بیویوں اور کنیزوں کے تعلق سے عام ایمان والوں پر کچھ اور فَرْض کیا گیا ہے۔ تھوڑا تدبر کرنے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں آپﷺ کے تعلق سے بیویوں اور کنیزوں کے درمیان حَرْفِ عَطْف وَ (اور) استعمال فرمایا ہے جس کے مَعْنٰی یہ ہوئے کہ آپﷺ کیلئے آزاد عورت اور باندی دونوں سے نکاح کرنا جائز تھا، جبکہ عام ایمان والوں کے تَعَلُّق سے بیویوں اور باندیوں کے بارے میں سورۃ النساء آیت 25 میں حُکْم دیا ہے کہ وہ باندی سے صرف اُسی صورت میں نکاح کرسکتے ہیں جبکہ وہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی مَالِی اِسْتِطَاعَت نہ رکھتے ہوں، اِس حُکْم کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ کوئی مؤمن آزاد عورت سے نکاح کرسکتا ہے اَوْ (یا) پھر کنیز سے، اور اِسی مُنَاسِبَت سے مؤمنوں کے ذیل میں قُرآن حکیم کے تین مقامات پر بیویوں اور باندیوں کے درمیان حَرْفِ عَطْف اَوْ (یا) استعمال فرمایا ہے۔ سورۃ الاحزاب آیت 50 کے الفاظ ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (عام مؤمنوں) پر اُن کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں فَرْض کیا ہے سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ سورۃ النساء آیت 25 میں دئے گئے حُکْم پر عمل کرنا ایمان والوں پر فَرْض ہے۔ سورۃ النساء آیت 25 میں دئے گئے حُکْم کی فَرْضِیَّت کے مَعْنٰی اِس کے سِوا اور کیا ہوسکتے ہیں کہ صاحبِ اِسْتِطَاعَت ایمان والوں پر کنیز سے نکاح تک کرنا حرام ہے۔ جب نکاح تک کرنا حرام ہے تو بغیر نکاح تَمَتُّع کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کچھ لوگ سورۃ الاحزاب آیت 50 سے یہ اِسْتِدْلَال کرتے ہیں کہ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کی اِجَازَت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھی۔ یہ اِسْتِدْلَال اِس لئے ہرگز بھی دُرُسْت نہیں ہے کیونکہ یہ عورتیں اُن عورتوں میں شامل نہیں ہیں جنہیں سورۃ النساء آیات 22، 23 اور 24 میں مُحَرَّمَات قرار دیا گیا ہے، اور نہ صرف یہ کہ اِنہیں مُحَرَّمَات میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ اِن کی حُرمت کا کوئی قرینہ تک اُن آیات میں موجود نہیں ہے۔ دراصل سورۃ الاحزاب آیت 50 کے یہ الفاظ دیگر مؤمنوں کے سوا یہ خالصتاً آپ کیلئے ہے، ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (عام مؤمنوں) پر اُن کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں فَرْض کیا ہے ہی واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ اِس آیت کی جو بات آپﷺ کیلئے خاص ہے وہ بیویوں اور کنیزوں کے تعلق سے دیا گیا حُکْم ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۤءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا (سورۃ النساء آیت 3)

اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم (لڑکیوں سے نکاح کرکے) انصاف نہ کرسکوگے تو اُن عورتوں سے نکاح کرلو جو تمہارے لئے پسندیدہ (و مُنَاسِب) ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار، لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تُم اُن کے ساتھ عدل نہ کرسکوگے تو پھر ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا اُن سے جو تمہاری ملکیت میں ہوں (یعنی باندیاں)، اِس (یعنی ایک عورت سے نکاح کرنے) میں نا انصافی اور زیادتی سے بچ رہنے کا زیادہ امکان ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت میں لَفْظ فَانْكِحُوْا نکاح کرلو جس طرح فَوَاحِدَةً کیلئے مَحْذُوف ہے بالکل اُسی طرح مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کیلئے بھی مَحْذُوف ہے۔ مؤمنوں کے تعلق سے آزاد عورتوں اور باندیوں کے درمیان حَرْفِ عَطْف اَوْ (یا) سورۃ النساء آیت 25 میں دئے گئے حُکْم سے پوری پوری مُطَابِقَت رکھتا ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۤءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا (سورۃ الاحزاب آیت 52)

اب (یعنی اِس آیت کے نزول) کے بعد (دوسری) عورتیں آپﷺ کیلئے حلال نہیں ہیں، اور نہ یہ حلال ہے کہ آپ اُن سے کسی بیوی کو بدل لیں (یعنی اپنی کسی بیوی کو طلاق دیکر اُس کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح کرلیں) چاہے اُنکی (صورت و سیرت کی) خوبی آپ کو پسند ہی کیوں نہ ہو، البتہ جو کنیزیں آپ کی مِلْکِیَت میں ہوں (وہ آپ کیلئے حلال ہیں)، اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح نگراں ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت کو بھی کچھ اہل علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باندیوں کے بلانکاح حلال ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ دراصل یہ اِسْتِدْلَال قُرآن حکیم کی آیات کو سرسری طور پر پڑھنے اور اُن میں تَدَبُّر نہ کرنے کا غَمَّاز ہے۔ مُنْدَرْجَہ بالا آیت کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی اَزْوَاجِ مُطَہَّرَات تھیں، اِس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اُن کے علاوہ (مُسْتَقْبِل میں) کسی بھی عورت کو آپﷺ کیلئے غیر حلال (یعنی حرام) قرار دے دیا، البتہ کنیزوں کو اِس حُکم سے مُسْتَثْنیٰ رکھا۔ ظاہر ہے اِس آیت کے نُزُول کے بعد آزاد عورتیں جس اَمْر کیلئے غیر حلال قرار دی گئی تھیں باندیاں اُسی اَمْر کیلئے حلال رکھی گئیں۔ اِس آیت میں آزاد عورتوں کو کس امر کیلئے غیر حلال قرار دیا گیا تھا؟ ظاہر ہے کہ نکاح (شادی) کیلئے ہی غیر حلال قرار دیا گیا تھا۔ لہٰذا باندیوں کے اِسْتِثْنَاء کے سیدھے مَعْنیٰ یہ ہوئے کہ باندیاں اُسی اَمْر (یعنی نکاح) کیلئے مستقبل میں بھی حلال رہیں گی جِس اَمْر کیلئے آزاد عورتیں غیر حلال قرار دی گئی ہیں۔ اِس آیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کسی بھی طور پر باندیوں کا بلانکاح حلال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَo (سورة البقرة آیت 221)

اور مُشْرِک عورتوں سے اُس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، یقیناً ایک مؤمن باندی کسی بھی مُشْرِک عورت سے بہتر ہے خواہ تمہیں وہ مُشْرِکَہ پسند ہی کیوں نہ ہو، اور اپنی عورتوں کو مُشْرِک مردوں کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، یقیناً ایک مؤمن غلام کسی بھی مُشْرِک مرد سے بہتر ہے خواہ وہ مُشْرِک مرد تُمہیں پسند آرہا ہو، یہ (مُشْرِک) لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ اپنے حُکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے، وہ اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان فرما رہا ہے تاکہ وہ نَصِیحَت حاصل کریں۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت میں بھی مؤمن باندی و مؤمن غلام کے حوالے سے صاف الفاظ میں نکاح کی ہی بات کہی گئی ہے، بلانکاح تَمَتُّع کا سِرے سے کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اِس آیت سے ایک نکتہ یہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی مؤمن مرد کے پاس (بِالْفَرْض) صرف دو ہی صورتیں ہوں، کہ وہ یا تو آزاد مشرک عورت سے نکاح کرسکتا ہو یا پھر کسی مؤمن باندی سے، تو اُسے آزاد عورت سے نکاح کی مَالِی اِسْتِطَاعَت رکھنے کے باوجود آزاد مُشْرِکَہ سے نکاح نہ کرکے مؤمن باندی سے نکاح کرلینا چاہیئے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌo
(سورة النور آیت 32)

تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا نکاح نہ ہوا ہو اُن کا نکاح کرادو اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے اُنہیں غنی کردے گا، اللہ کُشَادگی اور عِلْم والا ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت میں تمام لوگوں (خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام سبھی) کیلئے نکاح ہی کا حُکْم ہے، بلانکاح تَمَتُّع کا سِرے سے کوئی تَصَوُّر ہی نہیں ہے۔ قارئین غور فرمائیں کہ کیا یہ دو باتیں باہَم ہَم آہنگ ہوسکتی ہیں کہ مالک کیلئے اپنی باندی سے بلانکاح تَمَتُّع بھی جائز کیا گیا ہو اور اُس سے یہ بھی کہا جائے کہ وہ اپنی باندی کا (مُنَاسِب رشتہ دیکھ کر) نکاح کرادے؟ ظاہر ہے اِن دو باتوں میں ہرگز بھی کوئی مُطَابِقَت نہیں پائی جاتی۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ ۗ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo (سورة النور آیت 33)

جن لوگوں کو نکاح کے اَسْبَاب (و مَوَاقِع) میسر نہ ہوں وہ لازماً پاکدامنی کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ اللہ اُنہیں اپنے فَضْل سے غنی کردے، اور تُمہارے غلاموں میں سے جو مُکَاتَبَت (یعنی آزادی کی تحریر) چاہتے ہیں تو اگر تم اُن کے اندر بھلائی (و صَلَاحِیَّت) پاؤ تو اُن سے مُکَاتَبَت کرلو، اور اُن کو اُس مال میں سے بھی دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے، اور اگر تمہاری لونڈیاں پاکدامن رہنا چاہیں تو اُنہیں اپنے دنیاوی فائدہ کیلئے بدکاری پر مجبور نہ کرو، اور جو کوئی اُنہیں مجبور کرے تو یقیناً اللہ اُن کے مجبور کئے جانے کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے حُکْم دیا ہے کہ جن لوگوں کو نکاح کے اَسْبَاب (و مَوَاقِع) میسر نہ ہوں وہ لازماً پاکدامنی کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ اللہ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔ آیت کے اِس حصے **وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى**

يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ میں لفظ نِكَاحًا پر غور فرمائیں۔ اِسی آیت میں کنیزوں کا ذکر ہونے کے باوجود اللہ تعالٰی نے صَرَاحَتاً فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو نکاح کے اسباب (و مواقع) میسر نہ ہوں وہ لازماً پاکدامنی کے ساتھ رہیں۔ یہ آیت بھی اِس ضِمْن میں نَصٌّ صَرِيحٌ ہے کہ عورت سے جسمانی تعلق کیلئے نکاح لازمی اور ناقابلِ اِسْتِثْنَاء شرط ہے۔ اگر معاذ اللہ باندی بلانکاح حلال ہوتی تو کیا یہاں باندیاں رکھنے والے لوگوں کیلئے اِسْتِثْنَاء نہ ذکر کیا جاتا؟ اللہ تعالٰی نے تو تاکیدی حُکْم دیا ہے کہ جو لوگ بھی نکاح نہ کرسکتے ہوں وہ لازماً پاکدامنی کے ساتھ رہیں، اور ہم محض کچھ ایسی رِوَایَات کی بنیاد پر — جن کیلئے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالٰی نے کوئی سند نازل نہیں کی تھی، بلکہ جو اِس ضِمْن میں قُرآن حکیم کی قَطْعِيُّ الدَّلَالَةِ آیات سے یکسر مُتَعَارِض بھی ہیں — یہ مانتے ہیں کہ اِسلام میں باندی بلانکاح ہی حلال ہے، پھر قَطْعِيُّ الدَّلَالَة آیات سے صرفِ نظر کرکے اِسْتِدْلَال سورۃ المؤمنون و سورۃ المعارج میں وارد اُن دو آیات سے کرتے ہیں جو اِس ضِمْن میں قَطْعِيُّ الدَّلَالَة نہیں ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی سورۃ البقرۃ آیت 34 (نیز قُرآن حکیم کے پانچ مختلف مقامات پر وارد آیات) سے یہ اِسْتِدْلَال کرے کہ اِبلیس فرشتہ ہے، لیکن سورۃ الکہف آیت 50 (جو اِس ضِمْن میں قَطْعِيُّ الدَّلَالَة و فیصلہ کُن ہے) کو یکسر نظر انداز کردے۔ یاد رہے کہ قُرآن حق و باطل میں اِمتیاز کی وہ کسوٹی ہے جس پر روایات کو پرکھا جانا چاہئے تھا، لیکن عَمَلًا ہم نے قُرآن کو روایات کے تابع کردیا ہے۔

اللہ تعالٰی کے ارشاد تُمہارے غلاموں میں سے جو مُكَاتَبَت (یعنی آزادی کی تحریر) چاہتے ہیں تو اگر تم اُن کے اندر بھلائی (و صَلَاحِيَّت) پاؤ تو اُن سے مُكَاتَبَت کرلو، اور اُن کو اُس مال میں سے بھی دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے میں مَذْکُوْر 'بھلائی' ظاہر ہے ایک جامع مَفْہُوم رکھتی ہے جس میں دیانت داری، راست بازی، حُسنِ کردار، مَعَاشِی ذمہ داری کی صَلَاحِيَّت، نیز اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف مُعَانِدَانَہ اور فساد انگیز رویے سے پاک ہونا سب شامل ہیں۔ اللہ تعالٰی نے مالکان کو تَلْقِين فرمائی ہے کہ اگر غلام مُكَاتَبَت کرنا چاہیں اور وہ اُن میں کچھ بھلائی و صَلَاحِيَّت پائیں تو اُن سے مُكَاتَبَت کا معاہدہ کرلیں۔ مزید برآں تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ اللہ کے دئے مال سے اُن کی (رہائی و مُعَاشرتی بحالی میں) مُعَاوَنَت کریں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالٰی نے زکوٰۃ کے مَصَارِف میں سے ایک مَصْرَف وَ فِي الرِّقَابِ گردنوں کا چھڑانا مقرر فرمایا ہے، کئی گناہوں کا کفارہ غلام کو آزاد کرنا مقرر فرمایا ہے، نیز فَكُّ رَقَبَةٍ گردن چھڑانا کو اُن نیک اعمال میں شمار کیا ہے جو اِنسان کیلئے نیکی کی دشوار گھاٹی عبور کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ تعلیمات اِسلام کی اعلٰی ترین اخلاقی اقدار کی غَمَّاز ہیں۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے اور اگر تمہاری لونڈیاں پاکدامن رہنا چاہیں تو اُنہیں اپنے دنیاوی فائدہ کیلئے بدکاری پر مجبور نہ کرو، اور جو کوئی اُنہیں مجبور کرے تو یقیناً اللہ اُن کے مجبور کئے جانے کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ کیا اِس فِقرہ سے معاذ اللہ یہ اِسْتِدْلَال کیا جاسکتا ہے کہ اگر لونڈیاں پاکدامن نہ رہنا چاہیں تو اُن سے بدکاری کرائی جاسکتی ہے؟ ظاہر ہے یہ اِسْتِدْلَال کسی صورت دُرُسْت نہیں۔ لیکن آیت کے اُسلوب میں بظاہر اِس اِسْتِدْلَال کی گنجائش ہونے کے باوجود یہ اِسْتِدْلَال کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ یہ اِسْتِدْلَال اِس لئے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ایک تو اِسی آیت میں اللہ تعالٰی نے نکاح کے اَسْبَاب نہ پانے والوں کو پاکدامنی اختیار کرنے کا حُکْم دیا ہے، دوسرے قُرآن حکیم کے دیگر مقامات پر اللہ تعالٰی نے جو صریح اور قَطْعِی احکامات دئے ہیں اُن کی روشنی میں اِس اِسْتِدْلَال کیلئے سِرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی۔ قُرآن حکیم میں اللہ تعالٰی نے صَرَاحَتاً زنا کے قریب تک جانے کو منع فرمایا ہے، اِسے بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ قرار دیا ہے، اللہ تعالٰی نے زانی و زانیہ کی سزا سو کوڑے مقرر فرمائی ہے، نیز اللہ تعالٰی نے ہر کھلی اور چھپی بے حیائی کو صَرَاحَتاً حرام قرار دیا ہے۔ اُن تمام آیات و اَحکامات کی روشنی میں کوئی بھی اِس نتیجہ تک بآسانی پہنچ سکتا ہے کہ زیر بحث فِقرہ سے ہرگز بھی یہ اِسْتِدْلَال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ نتیجہ اَخْذ کرنا بالکل ویسا ہی ہوگا جیسا کہ ہم قُرآن حکیم کی قَطْعِيُّ الدَّلَالَة آیات سے صرفِ نظر کرکے سورۃ المؤمنون آیات 5-6 سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ باندی بلانکاح ہی حلال ہے۔ دراصل یہاں اللہ تعالٰی نے مُمَانَعَت ایک ایسے فعل کے ضِمْن میں بیان فرمائی ہے جس کی حُرمَت پہلے سے ہی مُسَلَّم اور قَطْعِی ہے، لہٰذا یہاں اصل محلِ بیان ایسی مجبور عورتوں کیلئے اللہ کی مغفرت و رحمت کی اطلاع ہے جو پاکدامنی کی حقیقی خواہش و ارادے کے باوجود اِس فعل شنیع کے ارتکاب پر مجبور کی گئی ہوں، جبکہ مُمَانَعَتِ اِکْرَاہ کو اِس اطلاع کی تمہید و تنبیہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مُمَانَعَتِ اِکْرَاہ کے بیان میں پاکدامنی کی خواہش و ارادے کو واضح طور اِسلئے ذکر کردیا گیا ہے تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ اللہ تعالٰی کی مغفرت و رحمت کا اِسْتِحْقَاق محض اِکْرَاہ و جبر کا نشانہ بننے کی بنیاد پر ہی حاصل نہیں ہوجاتا بلکہ اِس کیلئے دِل میں پاکدامنی کی حقیقی نیت و ارادہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ اِکْرَاہ میں مرضی کے خلاف مجبور کئے جانے کا مَفْہُوم پہلے ہی موجود تھا پھر بھی اللہ تعالٰی نے پاکدامنی کی خواہش و ارادے کا صریح الفاظ میں ذکر فرما کر واضح فرما دیا کہ مغفرت و رحمت کی بشارت کا تَعَلُّق اُن عورتوں سے ہے جو پاکدامنی کی حقیقی خواہش

کے باوجود جبر و اِکْرَاہ کا شِکار بنائی جائیں۔ بالفاظِ دیگر اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا اگرچہ نَحْوِی ساخت میں مُمَانَعَتِ اِکْرَاہ کے ساتھ مَذْکُوْر ہے، لیکن معنوی لحاظ سے اِس کا تَعَلُّق اِسْتِحْقَاقِ مغفرت و رحمت سے ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک عُمُومِی اُصُول بھی ہوا، یعنی اگر کوئی شخص کسی گناہ پر مجبور کردیا جائے جبکہ اُس کا دل اُس فعل سے بیزار ہو اور وہ حقیقتاً اِس سے بچنا چاہتا ہو تو وہ اللہ تعالٰی کے ہاں معذور شمار ہوتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ (سورة المائدة آیت 5)

آج تُمہارے لئے ساری پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں، اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی اُن کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کیلئے حلال ہے، نیز مؤمن عورتوں میں سے پاکدامن عورتیں اور اُن لوگوں کی پاکدامن عورتیں بھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی, بشرطیکہ تم اُن کو اُنکے معاوضے (مہر) نکاح کرنے والے بن کر ادا کرو، بدکاری کرنے والے بن کر نہیں اور نہ ہی خفیہ آشنائیاں رکھنے والے بن کر، اور جو ایمان کا انکار کرے تو یقیناً اُس کا عمل اکارت گیا، اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

مُنْدَرْجَہ بالا آیت کا تَعَلُّق اگرچہ براہِ راست باندیوں کے مسئلہ سے نہیں ہے، پھر بھی اِس میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ نکتہ موجود ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کیلئے اہلِ ایمان اور اہلِ کتاب کی (مُوَحِّد) پاکدامن عورتوں کو نکاح کیلئے حلال قرار دیا ہے، لیکن اللہ تعالٰی نے صرف نکاح کیلئے حلال قرار دینے پر ہی اِکْتِفَا نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی واضح فرما دیا کہ وہ نہ تو بدکاری کیلئے حلال ہیں اور نہ ہی خفیہ آشنائیوں کیلئے۔ یہ قُرآن حکیم میں تیسرا مقام ہے جہاں نکاح کے مقابلے میں بدکاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ بدکاری آخر نکاح کے بغیر جسمانی تَعَلُّق نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر باندیوں کے ساتھ بغیر نکاح جسمانی تَعَلُّق جائز ہوتا تو پھر اللہ تعالٰی قُرآن حکیم کے تین مُخْتَلِف مَقَامَات پر نکاح کے بِالْمُقَابِل بدکاری کو ذکر کیوں فرماتے؟ باندیوں کیلئے کوئی اِسْتِثْنَاء ذکر کئے بغیر بدکاری کو حرام کیوں قرار دیتے؟ یہ حقیقت ہمیں صاف طور پر بتاتی ہے کہ بلانکاح جسمانی تعلق مُطْلَقًا ناجائز ہے، اور صرف جسمانی تعلق ہی نہیں بلکہ بلانکاح کسی عورت سے آشنائی رکھنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قُرآن کی رُو سے اِسلام میں کسی بھی عورت کے ساتھ جسمانی تَعَلُّق صرف نکاح کے ذریعے ہی جائز ہے۔ یہ کہنا کہ اِسلام میں باندیاں نکاح کے بغیر جائز ہیں، سراسر گمراہی، نہایت ہی بیہودہ بات اور اللہ کے دین پر کھلا بہتان ہے۔ قُرآن کی رُو سے نکاح کے بغیر جائز ہونا تو درکنار، اُن کے ساتھ نکاح بھی صرف مخصوص شرط کے تحت ہی جائز ہے۔

قُرآن حکیم کو اللہ تعالٰی نے اَلْفُرْقَان (حق و باطل میں فرق کرنے والی کسوٹی) قرار دیا ہے، نیز سابقہ آسمانی کتابوں کیلئے مُهَيْمِن بھی (یعنی اُن پر نگران و یہ طے کرنے کیلئے حَتْمِی معیار کہ اُن کتابوں میں کیا اصل ہے اور کیا بدل دیا گیا ہے)۔

کسی مسلمان کو اِس بارے میں کوئی شک ہو ہی نہیں ہوسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب سے بڑھ کر قُرآن پر عمل کرنے والے تھے۔ لہٰذا اگر روایات کی کتابوں میں اُن سے منسوب کوئی خلافِ قُرآن بات پائی جاتی ہے تو اُس بات کا مُفْتَرَی (یعنی گھڑا ہوا) ہونا بالکل یقینی ہے۔ کُتُبِ احادیث و روایات کیلئے بھی قُرآن حکیم الفرقان ہے۔

عُلَمَاءِ کرام سے گزارش ہے کہ کسی بھی مسئلے میں نتیجے تک پہنچنے سے پہلے روایات کے ساتھ ساتھ قرآنی دلائل کو بھی ضرور مَدِّنَظَر رکھیں۔ کسی بھی معاملے میں حَتْمِی رائے قائم کرنے کے لِیے قرآنی دلائل کو فیصلہ کُن حیثیت حاصل ہونی چاہیے، کیونکہ قرآن اِسلام کے دیگر تمام مَتَنِی مآخذوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اعلٰی و برتر ہونے کے ساتھ ساتھ دلیلِ قاطع بھی ہے۔ اصل اصول یہ ہے کہ تمام دوسرے مَصَادِر کو قرآن کے تابع اور ماتحت رکھا جائے۔ والسلام

سید عثمان